رجسٹرڈ نمبر ل ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد — میگفت گدا بودن کنعاں خوشتر

# کاکوری اخبار

جلد | کاکوری جمعہ یکم نومبر ۱۹۴۰ء مطابق ۲۹ رمضان المبارک ۵۹ھ | نمبر ۱۳

## ادبیات

(نعتیہ غزل از منشی اعجاز حسین علوی اعجاز مرحوم کاکوروی)

محشر میں ہے اک شور تیری شان بڑی ہے
سب نبیوں کو اپنی تجھے امت کی پڑی ہے

نکلا غم دوری محمد میں جو آنسو
وہ اشک کا دانہ نہیں موتی کی لڑی ہے

عشاق محمد کا لکھوں گریہ کا کیا حال
اشکوں کا تسلسل نہیں ساون کی جھڑی ہے

پھولوں کی طرح تیرے گنہگاروں کے اعمال
رحمت لیے دامان شفاعت میں کھڑی ہے

کام آئے گا عشق نبی اعجاز لحد میں
ہو جائے گی آسان وہ منزل جو کڑی ہے

---

وہ ما پہونچتا ہے۔

خواہش اپنی طرف کھینچتی ہے۔ محبت خود کھنچ جاتی ہے خواہش خود پروری ہے۔ محبت خود فراموشی۔ خواہش میں عمل ہے محبت میں انتظار۔

(ماخوذ از رسالہ زمانہ)

## ایک ہندو ادیب کے اقوال

یہ عجیب بات ہے کہ نیکی میں جتنی نفرت ہوتی ہے بدی میں اتنی محبت عالم، عالم کو دیکھکر۔ سادھو، سادھو کو دیکھکر۔ شاعر کو شاعر دیکھکر جلتا ہے ایک دوسرے کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔ مگر جواری، جواری کو۔ شرابی، شرابی کو۔ چور، چور کو دیکھکر ایک دوسرے سے ہمدردی جتاتا اور مدد کرتا ہے۔

حسد میں دوسروں کو مالدار سمجھنے کی خاص صفت ہوتی ہے۔

ناکام مصنف نقاد بنجاتا ہے۔

بزدلی ضعف دماغ کی علامت ہے۔

غصہ سے مدافعانہ قوت کا اظہار ہوتا ہے۔

استقلال کبھی زندہ دلی کی صورت اختیار نہیں کرتا وہ پھر ایک مایوسانہ بیزاری کا رنگ پیدا کر دیتا ہے وہ سوز دل جس سے آنسو تک خشک ہو جاتے ہیں۔

جسطرح روشنی کی شعاعیں کسی کثیف شے سے گذر کر منقلب ہو جاتی ہیں اسیطرح نیک رائے غیر قومی حکومت کی سخت گیری اور حکام کی خود پروری سے مس ہو کر منقلب ہو جاتے ہیں۔ انصاف اور حق پیروں تلے آ جاتا ہے اور فرض وزعم حکومت سر پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کاکوری اخبار

| جلد ۷ | کاکوری جمعہ یکم نومبر ١٩٤٠ء | نمبر ۱۳ |
|---|---|---|

## اسلامی مساوات

مصر کا شہری ہو یا افریقہ کا حبشی، ہندوستان کا بدبخت غلام ہو یا ٹرکی کا آزاد ترک، عرب کا بدو ہو یا چین کا مسلمان انما المومنون اخوۃ کی قائم کی ہوئی برادری میں ہر وہ انسان جو لا الٰہ الا اللہ کا اقرار صدق دل سے کرے شامل ہو گیا۔ یہاں اعلےٰ و ادنیٰ، سیاہ و سفید کی تمیز باقی نہیں رہتی اور نہ شیطانی فضول اور بناوٹی رشتے قائم رہ سکے ہیں جو رنگ، نسل اور قبائل کی بیہودہ تفریق و تقسیم اور آپسمیں تفرقہ اندازیوں کی بنا پر جوڑے گئے بلکہ یہاں خدائے رحیم و رحمن نے تمام نسلی امتیازات قبائلی تفریقات کو یکسر مٹا کر ایک دائمی صلح (اسلام کے ذریعہ) لا کے پاک رشتہ سے سبکو باہدگر پیوستہ کر کے بھائی بھائی اور ایک دوسرے کے رنج و راحت۔ دکھ سکھ میں شریک بنا کر اپنے احسان عظیم کو بیان فرمایا کہ "اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر نازل کیگئی جب کہ تم اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اسلام نے تمہارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دی اور تم دشمن کی جگہ آپسمیں بھائی بھائی بنگئے۔" اللہ کے اس قائم کئے ہوئے رشتہ کی بنا پر اسلام میں نہ تو نیز بندہ و آقا ہے اور نہ امتیاز رنگ و نسل یہ ایک ایسا عام اور جمہوریت پرور پلیٹ فارم ہے جسپر سب شاہ و گدا۔ عربی و عجمی۔ آقا و غلام برابر برابر کے حصے دار ہیں۔ یہی اسلام کی عالمگیر اخوت دنیا میں وحدت کا باعث بنی جس نے اللہ کی اس قدر وسیع و عریض زمین کے گوشہ گوشہ کو ملا کر ایک کر دیا۔ عرب کے ریگستان سے اسکا ظہور ہوا اور افریقہ کے گرم اور تپتے ہوئے صحراؤں میں اسکی آواز بلند ہوئی اسی دعوت توحید کی آواز عرب کی گھاٹیوں سے اٹھی جسکی آواز باز گشت دیوار چین میں گونجی آفتاب رسالت کا طلوع فاران کی چوٹیوں سے ہوا اور اسکی فیضان بخشی آناً فاناً تمام دنیا پر محیط ہو کر دنیا کے چپہ چپہ کو منور و فیضیاب کرنے لگی۔ جس نے تفرق و انتشار کی تمام تاریکیوں کو مٹا ڈالا اور جسکی نور افشانیوں نے عرب و عجم، اسود و ابیض کی کوئی تمیز باقی نہ رکھی۔ توحید الٰہی کے داعی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس جمہوریت پرور پلیٹ فارم (اسلام) کی بنیاد وحدت الٰہی اور اقرار توحید بتلائی اور سچے دل سے کلمہ توحید کا اقرار اور اسپر عمل کو ٹھہرایا۔ بس آج وہ کون مسلمان ہے جو خداوند عالم کے ٹھہرائے ہوئے اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے ان حقائق افروز اصولوں سے انکار کر سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اللہ جل شانہ کی قائم کی ہوئی اس سچی برادری میں اس شخص کو داخل کیا جا سکتا ہے جو اقرار توحید اور تسلیم رسالت کا سچے دل سے اظہار کرے۔

اے برادران اسلام اور فرزندان ملت یہی وقت ہے متحد و متفق ہو کر اپنے آپ کو آزاد کرا لینگے۔ احکام الٰہی کوئی تیسری راہ ہمیں نہیں بتلاتے مسلمان آزاد رہے یا مر جائے۔ تیسری راہ مسلمان کیلئے نہیں۔ آج مسلمانوں کیلئے حد درجہ نازک دور ہے مسلمانوں کو آزاد و زندہ رہنا ہے مسلمان ہمیشہ حق و صداقت کی طاقت اور اپنی ایمانی جرأت سے غالب رہا ہے۔ قرآن حکیم نے

### عید مبارک

اللہ آپ کو عید مبارک کرے اور ہمیشہ ہلال عید دیکھنا نصیب ہو۔ یہ برس برس کا دن ہے ہم بھی اپنے ناظرین کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ باری تعالےٰ یہ عید اسلام، مسلمانان عالم نیز ہندی مسلمانوں کو مبارک کرے اور اتحاد مذہبی و اخوت اسلامی میں روز افزوں ترقی ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

(اڈیٹر)

مسلمان کو قلت و کثرت کے متعلق وہ درس عظیم دیا ہے جسے کوئی کلمہ گو کبھی بھی فراموش نہیں کرسکتا۔ مٹھی بھر مسلمانوں کی جماعت ابتدائے اسلام میں حضرت داعی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی ہمرکابی کا شرف حاصل کرتے ہوئے جہاں جاتے فتح و نصرت اُنکے قدم چومتی لہذا اپنی جماعت کو غالب رکھنے کیلئے ہر مسلمان اپنی اسلامی جماعت میں شامل رہنے کا التزام رکھے۔ جماعت اسلامی سے علیحدگی عتاب الٰہی اور قہر و غضب خداوندی کا باعث ہوسکتی ہے۔ آج مسلمان اپنی اسلامی جماعت سے علیحدہ رہنے کو کامیاب سمجھتے ہیں اُنکی حالت قابل عبرت ہے۔ اللہ عزوجل انکو نیک ہدایت فرمائے اور سب۔

# عورت اور شعر

## ایک رنگین خط

(از منشی حسن بن ضیا صاحب علوی ضیا کاکوروی)

پھر جمع کر رہا ہوں دل لخت لخت کو    عرصہ ہوا ہے دعوت مژگاں کئے ہوئے

بیوی صاحب خفگی اور اس حد تک کہ خط کا جواب بھی نہیں۔ بہت اچھا اگر یہ بے نیازی" آپ کی طرف سے ہے تو یہ معتوب بھی تسلیم کی تو دیگا۔ دیکھنا ہے کب تک آپ ناخوش رہتے ہیں۔ رہئیے۔ نہیں پتہ نہیں ہے کہ کیوں خفا ہو اور ہم منائیں۔ مگر آخر اس عتاب کی وجہ یا وہ شاید یہ غلطی ہوئی کہ ایک خط آپکے نام بھیجا جسپر رنج کی "عزت آرزو" بھی زبان سے نکل گیا تھا۔ یہ دوسری غلطی ہو رہی ہے۔ دیکھیں اسکو دیکھکر آپ کب تک بے نیازی برتنے لگتے ہیں دل سے ہیں۔ زمانے کو بڑھتے ہوئے دیر نہیں لگتی۔ کل تک "محو تماشہ" تھے آج خود تماشہ ہیں۔ کل نا دیکھا۔ آج سراپا نیاز دل کی بے چینیاں اگر آپ سے بیان کروں تو آپ مجذوب کی بڑ یا اظہار تمنا سمجھ کر ٹال دینگے۔ کہہ چکا ہوں اور پھر کہہ رہا ہوں کہ یہ داستان ہی ایسی ہے کہ جتنی دہرائیے اتنی ہی دلچسپ ہوتی جاتی ہے۔ ممکن ہے سننے والوں کو نیند آجائے مگر کہنے والا بھلا جو خشکی دماغ سے مجذوب ہوگیا ہے کیسے سو سکتا ہے افسانہ کہنے میں آپ کیلئے دلبستگی کہاں جو دل لگ سکے پھر امید رکھنا کہ آپ اسے سنیں گے بے سود ہے اور اگر یہ زحمت گوارہ بھی کی تو ایک جراحت نواز تبسم کے ساتھ فراموش کردینگے بہرحال میرا جو حال ہو سو ہو آپ اپنی برق نظری میں تامل ہرگز نہ کیجئے

ابھی ابھی ایک مشہور ادیب کا جملہ نظر سے گذرا "آہ عورت! تو فسانۂ زندگی ہے" دل تڑپ اٹھا میں ایک کیفیت آور دنیا میں پہونچ گیا میں اس شیریں تخیل میں کسی کو شریک کرنا نہیں چاہتا کیونکہ لطافت زائل ہوجائے گی مگر دل نہیں مانتا کہ آپ کو شامل نہ کروں اسلئے لکھتا ہوں گو نامکمل حسن عشق کا افسانہ کچھ نامکمل ہی اچھا ہوتا ہے اور اگر میں پورا بھی کرنا چاہونگا تو نہ ہو سکیگا۔

ہزار بار حکیموں نے اسکو سلجھایا    مگر یہ مسئلۂ زن رہا وہیں کا وہیں

اقبال کے اس شعر سے تحقیری پہلو نکلتا ہے۔ مگر سچ کہتا ہوں شعر کی اس سے بڑھکر تحقیر نہیں ہوسکتی کہ وہ اس لطیف تخیل کی گتھی کو سلجھا نہ سکے اسلئے کہ عورت شعر ہے اور شعر عورت بلکہ اگر عورت کو شعر سے الگ کرلیجئے تو کچھ نہیں رہتا۔ محض ایک روکھی پھیکی تک بندی۔ عورت کا ایک ذرا سا سکوت ایک ہلکا سا تبسم بجائے خود ایک مکمل شعر ہے اور ایسا شعر جسپر ہزاروں دیوان قربان کئے جا سکتے ہیں۔ اس شعر کی داد مرد کی ایک محبت آمیز نظر ہی دے سکتی ہے۔ اُسکی ہر ادا صرف اسلئے ہوتی ہے کہ کوئی اُسے محسوس کرے یہی احساس مرد کو مغلوب اور عورت کو غالب کردیتا ہے۔ وہ ناز بھی اسی واسطے کرتی ہے کہ کوئی ناز برداری کرے۔ شعرا جو چند جھوٹی سچی باتیں لکھکر اتنا اتراتے ہیں تو پھر بھلا یہ محرک شعر جتنا بھی اترائے یا ناز کرے کم ہے۔ مرد کی زندگی میں خلا رہجاتا اگر صانع ازل کی یہ نازک ترین صنعت عالم وجود میں نہ آتی۔ مرد کا احساس جمال بالکل مردہ ہوجاتا اُسکے جذبات سرد پڑجاتے اور وہ خشکیات کا ایک ایسا نمونہ بنجاتا جسکو قدرت کی ہر چیز پھیکی معلوم ہوتی ہے۔ شعر پڑھنے والوں کو تڑپا دیا تو عورت اس سے زیادہ بھرپور وار کرتی ہے اسکی ایک جنبش لب مرد کو دائمی تڑپ میں منتقل کردیتی ہے اسکی مژگاں کا ایک تیر یا ارتعاش مرد کو ایک کبھی نہ فنا ہونیوالی بے چینی سے ہم کنار

کردیتاہے یہی تڑپ ہی ہے جو اصل میں ماحصل حیات ہے۔ شعر
کو وہی سمجھ سکتا ہے جو عورت کے مبہم اشارے سے حظ اٹھانے
کی اہلیت رکھتا ہو۔ اگر خوش قسمتی سے کسی کو اس مبہم اشارے کو
جو زیر لب تبسم فرما کر کیا جاتا ہے سمجھنے کا موقع مل گیا تو وہ سب سے
بڑا نامذ ہے۔ یاد رکھئے دیوانوں کی شرحیں لکھی جا سکتی ہیں مگر
اسکی شرح نہیں ہو سکتی اگر ہو بھی سکتی ہے تو صرف یہی کہ بارگاہ حسن
پر سر نیاز کو خم کر دیا جائے۔ سب سے بڑی سخن فہمی یہی ہے۔ عورت
میں اگر جذب ہو سکے تو ہو جائیے مگر اسکو خود جذب کرنے کی
کوشش نہ کیجئے۔ شعر اگر سمجھ سکتے ہیں تو ضرور پڑھیے اور تڑپئے
مگر خود شاعر بننے کی کوشش نہ ہو۔ اسی طرح افسانہ پڑھیے مگر لکھنے
کی کوشش کرنا بیکار اس سے بڑھکر غلطی اور کوئی نہیں ہو سکتی
اس ادب کی قدر نہیں رہی دیکھ لیجئے برسات کے کیڑوں کی طرح شاعر
اور افسانہ نگار مارے مارے پھرتے ہیں انمیں اچھے گنتے ہیں بہت ہی
کم۔ ہاں اگر ادب کی خدمت کرنا ہے تو ٹھوس علمی ادبی مضامین
کو پڑھیے اور پھر خود لکھئے ایسے مضامین کے لکھنے میں آپ کافی
کتابیں پڑھینگے اسلئے کچھ تو دماغ میں محفوظ رہ جائیگا۔ اسطرح آپ کی
قابلیت میں اضافہ ہوگا اور یہ شاعری سے بہتر ہوگا۔ عشق کی آشفتہ
سری کی آخری حد یہی ہے کہ وہ در حسن پر سر پھوڑے۔ مرد کی سب سے
بڑی کامیابی یہی ہے کہ وہ عورت سے محبت کرسکے عورت کبھی انکار
محبت نہیں کرتی بشرطیکہ مرد بھی جذبۂ دل میں اثر رکھتا ہو۔ وہ
اسکی ہر وقت متمنی رہتی ہے کہ کوئی اسکی غزل کو پڑھے اور لطف
اُٹھائے مگر وہ ساتھ ہی ساتھ تحسین ناشناس سے بہت دور بھاگتی
ہے۔ اشعار کی خوبی جائز صنعتوں سے دوبالا ہو جاتی ہے عورت
کا حسن بھی مناسب بناؤ سنگار سے بڑھ جاتا ہے اور اسمیں چار
چاند لگ جاتے ہیں۔ شاعر صنعتوں کو اس خوبی کے ساتھ استعمال
نہیں کر سکتا جتنی صفائی اور صفائی کے ساتھ عورت تخمیر نسوانیت
پر صیقل کرتی ہے۔ آنچل کو ڈھلکا دینا ایک ایسی ترکیب ہے جسے
لحاظ سے فارسی کی ترکیبوں پر فوقیت حاصل ہے۔ سر کے
گیسوؤں کو ذرا بڑھا دینا ایسی مکمل تشبیہ فسوں کاری ہے کہ اس سے
شعرا کی نرگسی اور غزالی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ عورت حنائی
ہزاروں رنگین اشعار کو پھیکا کر دیتا ہے۔ شاعر اپنے کلام بکلانے
کیلئے ترنم سے پڑھتا ہے مگر عورت اس سے بے نیاز ہے۔
موسیقی کے جتنے سم ہیں وہ سب اسی سے نکلتے ہیں۔ اشعار
کیلئے مختلف معیار ہیں مگر عورت کیلئے صرف ایک اور وہ
شباب لشباب ہے۔ اشعار کے سمجھنے میں دل و دماغ دونوں کی
ضرورت پڑتی ہے مگر عورت کیلئے صرف دل درکار ہے۔
عقلی گدھے اسکے حسن نازک کی سخت توہین ہیں۔ اشعار عقل کے
میزان پر تولے جا سکتے ہیں مگر عورت کی کسوٹی وہ نظر ہے جو
مرد کے چہرے پر پڑتی ہے۔ مصور کا نقش یا شاعر کا شعر اس خوشگوار
فضا میں نہیں پہونچ سکتا جہاں عورت کے چہرے کا ایک نیم کا سا
لوان۔ مختصر یہ کہ انسانی زندگی پر اشعار کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا
کہ عورت کا۔ عزیز دوست عورت شعر ہے مگر شاعر کے خیالات
و جذبات سے بہت بلند۔ یہی سب کچھ ہے میں محسوس کرتا ہوں
مگر شرمندۂ الفاظ نہیں بنا سکتا دوست! اس ہرزہ سرائی سے
اکتا تو ضرور گئے ہو گے کاش تم بھی اس زندہ حقیقت کو سمجھ کر
یقین کرو خیر میرے ہم خیال نہیں بن سکتے۔ تو نہ سمجھو تمہیں قسم
ہے کبھی نہ سمجھنا۔ خدا کرے نہ سمجھ سکو۔

بک گیا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ — کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

فقط تمہارا دور افتادہ دوست "حسن"

# عہد جہانگیری کے چند عجیب و غریب واقعات

جہانگیر کو ایک دفعہ خبر ملی کہ ٹھٹھہ میں ایک خدا رسیدہ شخص موجود
ہے جس سے بعض عجیب و غریب امور ظاہر ہوئے ہیں۔ عوام تو
ان عجائبات کو کرامات و خوارق عادت سے تعبیر کرکے انھیں اس
درویش کی خدا رسیدگی پر دلیل لاتے تھے۔ لیکن متشرع جماعت
کا خیال تھا کہ یہ درویش جادوگر ہے۔ جہانگیر اصلی حقیقت دریافت

مرنے کیلئے خود مضطر ہوگیا اور درویش کے آستانہ پر پہونچا۔

نماز شام کا وقت تھا۔ تکیہ میں اس درویش کے علاوہ پانچ درویش اور مرید بھی تھے۔ جب یہ نماز سے فارغ ہوچکے تو بڑے درویش نے جوان سب کا مرشد تھا۔ اپنے مریدوں کے ساتھ کھڑے ہوکر مناجات کیلئے جناب قاضی الحاجات کی درگاہ میں ہاتھ بلند کئے۔ معاً ہوا سے سات سو اشرفیاں طلاے احمر کی جنکی چمک دمک بتا رہی تھی کہ ابھی ابھی شاہی ٹکسال سے ڈھلکر نکلی ہیں اسکے سر پر نچھاور ہوئیں۔ درویش نے ساڑھے تین سو اشرفیاں تو جہانگیر کو دیں اور کہا کہ انھیں خزانہ میں رکھئے۔ خدا نے چاہا تو آپکے جیتے جی خزانہ کبھی خالی نہونے پائے گا۔ باقی ساڑھے تین سو اپنے مریدوں میں تقسیم کردیں۔ جہانگیر اس عجیب غریب واقعہ سے بے انتہا متعجب ہوا اور درویش کے تکیہ سے رخصت ہوا۔

راستہ میں جہانگیر کو خیال آیا کہ افسوس ایسے بزرگ اور روشن ضمیر کے ہاتھ کو میں نے بوسہ نہ دیا۔ اپنی اس فروگذاشت پر وہ پچھتا ہی رہا تھا کہ ایک درویش سامنے آئے اور کہا "مرشد نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ کی دست بوسی اُن تک پہونچگئی۔ اور آپ کو دعا دی ہے" جہانگیر اور بھی حیران ہوا کہ یہ کیا بوالعجبی ہے اسے کرامت سمجھنا چاہئے یا ساحری؟ آخر غور کرتے کرتے وہ اس نتیجہ پر پہونچا کہ باطن کی صفائی اور اعمال کے حسن اخلاص سے اس فقیر کو یہ درجہ حاصل ہوا ہے۔

لیکن سات سو اشرفیوں کی بارش سے بھی زیادہ حیرت انگیز وہ کرتب تھے جو بنگال کے چند مداریوں نے دربار جہانگیری میں حاضر ہوکر دکھائے تھے۔ ان سب کے ہوشربا ریسمان در آسمان والا کرتب تھا۔ جس نے آجتک اہل یورپ کو حیران و ششدر بنا رکھا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ منصور حلاج کو اپنے زمانہ میں اس نیرنگ نواز شعبدہ کا شوق تفحص کشاں کشاں ایک دفعہ ہندوستان لایا تھا۔ اسکو جادو کہئے بنگال کا یا بازیگروں کی نظربندی کا ایک اچھوتا کرتب۔ بہرحال جہانگیر کی زبانی اسکی تفصیل ہم تک پہونچی ہے:۔

بازیگروں میں سے ایک نے ایک بڑا رستہ ہوا میں پھینکا جو خط مستقیم معلق ہوگیا۔ آسمان کی سمت والا سرا اتنا اونچا ہوا کہ نگاہ سے غائب ہوگیا اور سمت زمین والا سرا لٹکتا ہوا نظر آتا رہا۔ اتنے میں ایک بازیگر نے جو خود پہنے زرہ بکتر لگائے آلات حرب سے مسلح اور جنگجو بنا ہوا تھا۔ آگے بڑھکر عرض کیا کہ جہاں پناہ میرا دشمن اس رستے کے دوسرے کنارے پر فضائے آسمانی میں میری تاک لگائے بیٹھا ہے۔ میں وہیں پہونچکر اُسکا مقابلہ کرتا ہوں یہ کہکر وہ رسے پر چڑھ گیا اور چڑھتے چڑھتے نگاہ سے اوجھل ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد رستے کے اُس سرے سے جو دربار میں لٹک رہا تھا لہو کی بوندیں ٹپکنا شروع ہوئیں پھر یکے بعد دیگرے بازیگر کا سر اور دھڑ اور تمام اعضا اور اُسکا ساز و سامان نیچے گر پڑا یہ حالت دیکھکر بازیگر کی بی بی جو اسوقت تک ایک خیمے میں چھپی بیٹھی تھی۔ باہر نکل آئی اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ جہانگیر سے اس نے ستی ہونے کی اجازت مانگی اور اپنے شوہر کے کٹے ہوئے اعضا کا ڈھیر کرکے چتا کو آگ لگادی اور ساتھ ہی جلکر راکھ ہوگئی۔ اہل دربار اس تودۂ خاکستر کو دیکھکر حیران ہوگئے۔

پھر وہی بازیگر اُترتا ہوا دکھائی دیا اور نیچے پہونچکر جہانگیر کو دعا دی کہ بادشاہ کے اقبال سے میں نے اپنے دشمن کا کام تمام کردیا۔ جو اعضا آسمان سے نیچے گرے تھے وہ فدوی کے دشمن کی لاش کے تھے۔ لیکن جب اُسے اپنی بی بی کا انجام معلوم ہوا تو وہ بھی منہ سر پیٹنے لگا اور رونے چلانے لگا اور اپنے دوسرے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ یا تو میری بی بی کو پیدا کردو ورنہ میں بھی آگ میں اپنے آپ کو جھونکے دیتا ہوں۔ شہنشاہ سے لیکر ادنیٰ درباری تک کو اس طلسمی کرشمہ بازی نے حیران و ششدر کررکھا تھا لیکن اُنکے معجزانہ تحیر کی یہ دیکھ کر کوئی انتہا نہ رہی کہ بازیگر کی بی بی جو اُن کی آنکھوں کے سامنے چتا پر جلکر خاک سیاہ ہوچکی تھی ایک قنات کی اوٹ میں سے جیتی جاگتی نکل آئی اور اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ تجھے جلنے کی ضرورت نہیں میں زندہ ہولی۔

آسمان و ریسمان کا شعبدہ دکھانے کے بعد بازیگروں نے دو خیمے بقدر ایک تیر کی زد کے فاصلہ کے آمنے سامنے نصب کئے اور خیموں کے پردے اُٹھا کر دکھا دئے کہ بالکل خالی ہیں اُسکے بعد پردے چھوڑ کر ایک بازیگر ایک خیمہ میں داخل ہوا اور دوسرا مقابل والے خیمہ میں چلا گیا اور عرض کیا کہ چرندوں اور پرندوں میں سے جن جانوروں کی نسبت ارشاد ہو انھیں خیموں میں سے نکالکر آپسمیں لڑایا جائے۔ جہانگیر نے شتر مرغوں کی لڑائی دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ معًا دو شتر مرغ نکل آئے اور نہایت تندی سے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ جب انکی جھڑپ ختم ہو گئی تو جہانگیر نے ایسے ایسے جانوروں کے نام لینے شروع کئے جنکی نسبت وہم و گمان بھی نہو سکتا تھا کہ بازیگروں کے پاس موجود ہونگے۔ لیکن بادشاہ جس جانور کا نام لیتا تھا اسکی جوڑ خیموں میں سے باہر نکل آتی تھی اور لڑنے لگتی تھی

---

زمین میں ایک وسیع و عمیق گڑھا کھود کر بازیگروں نے جہانگیر سے عرض کیا کہ اسے پانی سے بھروا دیا جائے چنانچہ سقوں نے اُسیوقت آکر اسمیں مشکیں چھوڑنی شروع کیں۔ جب حوض پانی سے لبالب بھر گیا تو بازیگروں نے اُسپر ایک پردہ تان دیا کچھ دیر کے بعد پردہ اُٹھایا گیا تو تمام پانی یخ بستہ تھا۔ اور برف کا دل اسقدر موٹا اور سخت تھا کہ جب بازیگروں کی التماس کے مطابق جہانگیر نے شاہی فیل خانہ سے ہاتھی منگا کر اسپر چلائے تو سطح شکست نہ ہونے پائی۔

---

بازیگروں نے ایک تھیلے میں جو اُلٹ پلٹ کر دکھا دیا گیا تھا کہ بالکل خالی ہے ہاتھ ڈالکر دو بڑے بڑے خوشرنگ مرغ نکالے اور انھیں پانی میں چھوڑ دیا دونوں آپسمیں لڑنے لگے۔ لڑتے وقت جب وہ پروں کو پھڑپھڑاتے تو انمیں سے چنگاریاں جھڑتی تھیں۔ دیر تک انکی لڑائی ہوتی رہی آخر بازیگروں نے ان پر ایک چادر ڈالدی۔ اور جب چادر کو اٹھایا تو بجائے مرغوں کے ایک کبک رنگیں قہقہے لگاتا ہوا نمودار ہوا انکی شیریں نوائی ابھی کانوں میں گونج ہی رہی تھی کہ پھر وہی طلسمی چادر اسپر بھی ڈالی گئی اور اب کی مرتبہ جو اٹھائی گئی تو دو کالے ناگ پھنکاریں مارتے ہوئے نظر آئے جن کی پشت قرمزی تھی۔ پھن اُٹھائے ہوئے تھے زبانیں لپک رہی تھیں۔ سانپوں کا جوڑا دست ہو کر آپسمیں لپٹ گیا اور کچھ دیر کے بعد دیکھتے دیکھتے آنکھوں سے غائب ہو گیا۔

---

دس خالی مرتبان منگائے گئے اور اہل دربار میں سے ہر ایک نے انھیں دیکھکر اچھی طرح اپنی تشفی کر لی کہ بالکل خالی ہیں بازیگروں نے اُنکے منھ پر اپنی طرف سے ڈھکنے لگا دیے کچھ دیر کے بعد جب ڈھکنے اُٹھائے گئے تو کوئی مرتبان خالص شہد سے بھرا ہوا تھا کوئی قند و نبات سے کوئی مٹھائی سے اور یہ شیرینیاں نمائشی ہی نہ تھیں بلکہ جہانگیر اور تمام اہل دربار کے کام و دہان ان سے بہرہ اندوز حلاوت ہوئے اسکے بعد پھر جو ڈھکنوں سے اُنکے مُنھ بند کر کے کھولے گئے تو بالکل خالی تھے۔

---

اسکے بعد بازیگروں نے ایک بہت بڑے طشت کو پانی سے بھر کر جہانگیر کے سامنے رکھ دیا ایک بازیگر کے ہاتھ میں ایک پھول تھا۔ شہنشاہ سے اُسنے عرض کیا کہ فدوی اسکو پانی میں ڈالتا ہے۔ جہاں پناہ حکم دیں کہ پانی میں غوطہ کھا کر اسکی پنکھڑیاں کس رنگ کی ہو جائیں پھول زرد رنگ کا تھا جہانگیر نے کہا کہ اگر تم قلب ماہیت پر ایسے ہی قادر ہو تو اسے نارنجی بنا دو بازیگر نے پھول طشت میں ڈالا اور جب پانی سے باہر نکالا تو حقیقت میں اسکا رنگ نارنجی تھا۔ اسیطرح سو دفعہ اس پھول کو یکے بعد دیگرے پانی میں ڈبویا گیا اور ہر مرتبہ اُسکی پنکھڑیاں نئے رنگ کی نمودار ہوتی رہیں۔ اس شعبدہ بازی کا اثر پھول تک ہی محدود نہ تھا بازیگر نے ایک سفید ریشمی ڈورا جو پانی میں ڈالا تو وہ بھی غوطہ کھاتے ہی سرخ ہو گیا۔ پھر اس

سُرخ دُوست کو جب طشت میں ڈبویا تو زرد ہو گیا غرض جہاں تک
سو صوتوں میں اُسنے سو رنگ بدلے۔

---

شاہی مطبخ سے ایک خالی دیگ منگوائی گئی بازیگروں نے
اُسے سرپوش سے ڈھکدیا سرپوش کو اُٹھایا تو دیگ بھُنے گوشت
اور لیموؤں سے بھری ہوئی تھی۔ یہ گوشت تماشائیوں میں بانٹ
دیا گیا۔ ہر ایک نے چکھا تو بہت ہی سوندھا اور خوش مزہ تھا۔ پھر جو
سرپوش دیگ کے منہ پر رکھکر اُٹھایا گیا تو منہ تک کشمش بادام اور
قیمے سے ملی ہوئی قیومی بھری تھی۔ یہ بھی قابوں میں نکالکر جہانگیر
اور تمام شاہزادوں اور امرائے دربار کے ملاحظہ میں پیش کی گئی۔
تیسری مرتبہ جب سرپوش رکھکر اُٹھایا گیا تو بڑے مزے کی گرم گرم
نہاری نکلی کہ اسے بھی سب نے حیران ہو کر کھایا اور بازیگروں کے
ساحرانہ کمال کا اعتراف کیا۔

---

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بازیگر معمولی شعبدہ باز ہی نہ تھے بلکہ
ذوق علمی سے بہرہ ور تھے اور اپنا کمال ہر رنگ میں دکھا سکتے
تھے۔ انہوں نے کلیات سعدیؒ کا ایک نسخہ جہانگیر کو دکھا کر اسے طلسمی
تھیلے میں ڈالا جو دکھا لیا گیا تھا کہ بالکل خالی ہے۔ جب امرائے
دربار میں سے ایک نے تھیلے میں ہاتھ ڈالکر کتاب کو نکالا تو بجائے
کلیات سعدیؒ کے دیوان حافظؒ برآمد ہوا۔ لسان الغیب کے اس
گنج شائگاں کو جب تھیلے میں ڈالکر ایک اور امیر نے نکالا تو یہ
دیکھکر نظارگیوں کے تحیر کی کچھ انتہا نہ رہی کہ جسے وہ ابھی ابھی
دیوان حافظؒ قرار دے چکے تھے وہ دیوان سلمان ساؤجی ہے اور
چشم زدن میں یہ دیوان بھی صورت بدلکر کلیات انوری
ہو گیا۔ اسطرح بازیگروں کے طلسمی تھیلے نے تھوڑی دیر میں
بہت سی کتابیں متقدمین اور متاخرین کے کلام کا ذخیرہ جہانگیر کے
حضور میں گذران دیا۔

جہانگیر ان محیر العقول کرشموں کے مشاہدے سے ایسا خوش
ہوا کہ اس نے بازیگروں کو پچاس ہزار روپیہ عطا کئے اور
خلعتہائے فاخرہ سے مفتخر کیا۔ شاہجہان جوان دنوں شاہزادہ
خرم تھا اور دوسرے شاہزادوں اور امرائے دربار نے بڑی
بڑی رقمیں بطور انعام دیں اور اس طور پر یہ انوکھے بازی گر
دو لاکھ کے قریب انعام لیکر دربار سے رخصت ہوئے۔

# وطن کی خبریں

**نوٹ**:- اعزہ، احباب اور سب اہل وطن سے جو باہر ہیں خوا
وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور
اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

**موسم**:- دنکو دھوپ میں ابھی تیزی محسوس ہوتی ہے۔ رات کو خاصی
خنکی ہونے لگی ہے۔ موسم خوشگوار ہے۔ گذشتہ عشرہ میں بھی بارش
نہیں ہوئی۔ ۲۰ اکتوبر کو تقریباً تمام دن آسمان ابر آلود رہا اور وقفہ
وقفہ سے ترشح بھی ہوتا رہا۔ ایسا پانی نہیں برسا کہ زراعت کے لئے زیادہ مفید ہوتا۔

**یاد دہانی**:- عید کے اجتماع کو حسب دستور بروز عید الفطر ۴ بجے سہ پہر کو بمقام مولوی محلہ بارہ دری جناب قاضی القضاۃ صاحب بہادر خود آئیے اور اعزہ و احباب کو ہمراہ لائیے اور اس اجتماع کو پر رونق اور کامیاب بنائیے۔

**آب و ہوا**:- سوائے نزلہ اور زکام کے کوئی شکایت نہیں سُنی گئی جس سے بے احتیاطی کے باعث لوگوں کو بخار آنا سنا گیا ہے۔ ملیریا کی بھی ابھی شکایت سننے میں نہیں آئی۔

**رمضان کی چہل پہل**:- جن مساجد میں چاند رات سے تراویح میں کلام
پاک سُنانا شروع ہوئے تھے اُن مسجدوں میں حفاظ نے وسط رمضان تک اپنے
اپنے قرآن مجید ختم کر دئے۔ اکثر قصبہ کی زیادہ مساجد میں ابتدا ہی میں قرآن شریف
شروع ہو گئے تھے۔ بعض مساجد میں جہاں شروع میں کلام پاک نہیں ہوا
تھا تیسرے ہفتہ میں شروع ہو کر ختم ہو چکے۔ جہاں تک اطلاع ملی ہے قصبہ کی
شاذ ہی مسجد ایسی ہو گی جہاں تراویح میں ختم کلام پاک نہوا ہو۔ (باقی صفحہ ۸ پر)

---

حیدرآباد سے اطلاع آئی ہے کہ میر سجاد علی عباسی ایم سی ایس کو اکاؤنٹنٹ صاحب
اکاؤنٹ لاہور کے دفتر میں ایک سال ٹریننگ حاصل کرنیکے احکامات ملے ہیں
اور عنقریب وہ لاہور روانہ ہونگے۔

(۲) مولوی مصلح الدین اسیر صاحب ڈنگے علاج کے سلسلہ میں نانہ ڈیرہ سے ملتان
دمدھا آباد سے چلے گئے تھے اب بفضلہ اچھے ہیں دونوں پھوڑے مندمل ہو چکے لیکن ابھی ضعف بہت ہے جو انشاءاللہ بتدریج رفع ہو جائیگا۔

(۳) منشی محسن احمد علوی کی طبیعت ۲ رمضان سے خراب ہو گئی تھی معدہ و جگر کی خرابی کا سبب اطبا نے تجویز کیا ایکماہ کی رخصت بیماری نصف تنخواہ پر لیکر یونانی علاج شروع کیا جس سے شکایات میں کمی معلوم ہوتی ہے۔

ماہ صیام کی سی چہل پہل اور دینداری کے مظاہرے خدا کرے ہمیشہ قصبہ میں قائم رہیں۔

**دیوالی**:- برادران ہنود نے اپنا تہوار ۲۹ اکتوبر سے نہایت امن و سکون اور پر لطف طریقہ پر منایا۔ اول دن غروب آفتاب کے بعد حسب دستور انتا لمبیا نکالی گئی اور مکانات پر چراغاں کیا گیا۔ بازار میں حلوائیوں اور بھربھونجوں کی دوکانیں خوب آراستہ تھیں اور مختلف مقامات پر جوئے کے اڈے قائم تھے جہاں دور دور تک خوب ہجوم رہا اور خوب خوب چھکے پنجے ہوتے رہے ہونگے۔ ہم اپنے ہندو اہل وطن کو تہوار کے بخیر و خوبی اور خوشی و خرمی سے منانے پر دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

**تقریب**:- منشی اقبال احمد علوی آئی سی ایس اسسٹنٹ مجسٹریٹ کرشن نگر (بنگال) کا عقد میاں عبدالعزیز بیرسٹر و وزیر ریاست کپور تھلہ کی دختر نیک اختر سے ہونیکا حال معلوم ہوا ہے سنا ہے کسی دن ہو کے دلہن کاکوری بھی آئی تھی تفصیل وغیرہ کا انتظار ہے۔ ہم منشی اقبال احمد اور انکے والدین و اعزہ کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

**روزہ کشائی**:- گذشتہ عشرہ میں مختلف لوگوں کے یہاں لڑکوں اور لڑکیوں کی رسم روزہ کشائی عمل میں آئی حسب ذیل مقامات قابل ذکر ہیں۔ مولوی نظم الدین حیدر علوی وکیل (مولوی محلہ)، چودھری محمد سہیل صدیقی (چودھری محلہ)، منشی عبدالسلام صفا (جھنجری روضہ)

**صحت و تندرستی**:- (۱) قاضی انتظار علیخاں صاحب عباسی بی۔اے بفضلہ اچھے ہیں کھانسی اب نہیں ہے مگر انفلوانزا کے اثرات ابھی زائل نہیں ہوئے ہیں اور ضعف کافی ہے۔ دوا و پرہیز جاری ہے۔

(۲) والدہ منشی عبدالرحمن علوی بی۔اے کی شکایات میں بہت کمی ہونا معلوم ہوا ہے۔ آبلے اور چھالے تمام جسم پر اب نہیں ہیں۔

(۳) جناب حاجی مولوی انوار الحسن صاحب کو بیخوابی اور دستوں سے جو اضمحلال پیدا ہو گیا تھا جسکی وجہ سے کچھ روزے بھی قضا کرنے پڑے تھے اب بفضلہ طبیعت مائل بسکون ہے اور روزے بھی ہو رہے ہیں اس عشرہ میں بیخوابی کا کوئی دورہ نہیں ہوا۔

(۴) ظلیق احمد علوی ایم۔ایس۔سی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ہاتھ کا پلاسٹر کاٹ دیا گیا ہے اور مالش ہو رہی ہے امید ہے کہ ہاتھ شل سابق پوری طرح کام دیگا۔

(۵) خاکسار اڈیٹر گذشتہ عشرہ میں جبکہ ۱۸ اکتوبر کے اخبار کی طباعت کے انتظام کیلئے سخت نزلہ کی حالت میں لکھنؤ گیا تھا۔ واپسی دیر ہوئی روزہ راستہ میں کھلا تھا۔ یہاں پہونچکر کچھ اثرات انفلوانزا کے معلوم ہوئے اور ۱۰ بجے شب سے تکلیف بڑھی۔ تمام رات بالکل نیند نہیں آئی۔ ۲ بجے شب کے بعد شدید قلبی دورہ ہوا جس نے خطرناک صورت اختیار کر لی ہوتی اگر اسیوقت اسکی طبی امداد نہ پہونچ جاتی کئی دن تک قلبی تکلیف کا اثر رہا اور ضعف بھی کافی ہو گیا۔ خدا کا شکر ہے اب بفضلہ طبیعت چاق ہے اور دورہ کے اثرات بڑی حد تک رفع ہو گئے ہیں۔ انفلوانزا کا بھی اب اثر باقی نہیں ہے۔

**علالتیں**:- (۱) مولوی تحسین الدین علوی بی۔اے کے متعلق سنا گیا ہے کہ عطائی کے علاج سے کوئی نفع نہیں معلوم ہوا۔ بخار بدستور رہتا ہے ضعف شدید ہے۔ اسہال وغیرہ میں کچھ کمی بیان کی جاتی ہے۔

(۲) قاضی راشد علیخاں عباسی بی۔اے کی شکایات میں تخفیف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ ۲۲ انجکشن ہو چکے ہیں۔ پرہیز و احتیاط بدستور ہے۔

(۳) اہلیہ مولوی مقبول الدین صاحب علوی کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ ہومیوپیتھک طریقہ علاج سے تکالیف میں کمی ہے ابھی اصل مرض میں کوئی بین فرق ہونا نہیں معلوم ہوا۔ سینک کرنے سے درد میں کمی رہتی ہے ورنہ نہیں بہت زیادہ باعث اذیت ہوتی ہے۔

(۴) بیوہ جناب مولوی زکی الدین خانصاحب کے جسم کے پسلی کے قریب کے آبلوں پر کچھ خشکی معلوم ہوتی ہے جو آبلے چھلکر زخم ہو گئے تھے انکی حالت بھی اچھی ہے لیکن ضعف خطرناک حد تک پہونچ چکا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

(۵) منشی علی احمد (قاضی گڑھی) کی نسبت سنا ہے کہ تقریباً دو ماہ سے علیل ہیں۔ ورم جگر کی شکایت اور بخار بھی آتا رہا۔ نحیف و کمزور بہت ہو گئے ہیں بغرض علاج لکھنؤ میں مقیم ہیں۔

(۶) سنا گیا ہے کہ حاجی صدیق حسن صاحب علوی مہتمم ریاست محمدی بحصول رخصت لکھنؤ آئے ہیں اور آنکھ قدح ہوئی ہے۔ خدا کرے اپریشن کامیاب ہوا ہو اور بینائی اچھی طرح آ جائے۔

(سید محمد بشیر الدین نے یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال ملی)، کاکوری سے شائع کیا)